حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع

ایّدہ اللہ تعالیٰ

مولانا دوست محمد شاہد مؤرّخِ احمدیّت

احمد اکیڈمی ربوہ

بہار آئی ہے اس وقتِ خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

(دُرِّ ثمین)

ہُوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
(دُرِّثمین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

مختصر سوانح قبل از خلافت

نہایت پیارا نام

عربی زبان میں طاہر کے معنی پاک و صاف، ستھرا، منزّہ، بے عیب، عفیف اور مقدّس کے ہوتے ہیں (المعجم الاعظم۔ لسان العرب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو یہ نام اِس درجہ پیارا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنے تیسرے بیٹے کا نام طاہر رکھا (ابنِ ہشام) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسمل نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ارجح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب کے صفحہ ۵۵ پر اپنی یہ تحقیق درج کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ چہارم، شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ کا ایک نام الطاہر بھی ہے۔ حضرت ابنِ اثیر نے اُسد الغابہ میں ایک بزرگ صحابی طاہر بن ابی ہالہ کا ذکر فرمایا ہے

جو اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے خاندان میں سے تھے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے ایک علاقے کا گورنر بھی مقرر فرمایا تھا۔

علاوہ ازیں اِسلامی لٹریچر سے ثابت ہے کہ گزشتہ چودہ صدیوں میں مدینہ، حضرموت، یمن، مصر، حمص، ٹیونس، بغداد، الجزائر، خراسان، قزوین، طبرستان، بخارا، ہمعان، سندھ اور دکن میں اِس نام کی بہت سی نامور شخصیتیں گزری ہیں۔ یہ مشاہیرِ اُمّت مفسّر، محدّث، فقیہہ، صوفی، مؤرّخ، قاری، نحوی، ادیب، حساب دان، طبیب، سپہ سالار اور بادشاہ غرض کہ ہر طبقہ سے تعلق رکھتے تھے (معجم المولّفین از عمر رضا کحالہ۔ "المنجد فی اللغہ والاعلام"۔ "دائرہ معارفِ اِسلامیہ" شائع کردہ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ "قاموس المشاہیر" از نظامی بدایونی "فقہائے ہند" از محمد اسحٰق بھٹی)۔

حال ہی میں مزید تحقیق سے یہ انکشاف بھی ہوا ہے کہ مہدی موعود کے ایک فرزند کا نام طاہر ہوگا۔

اِس پیشگوئی کا ذکر مشہور شیعہ محقّق علامہ الحاج مرزا حسین طبرسی نوری (ولادت ۱۲۵۴ھ تا وفات ۱۳۲۰ھ) نے اپنی کتاب "النجم الثاقب" کے صفحہ ۲۱۴ پر کیا ہے:

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت آپ کے ننھیال اور ۱۹۲۸ء کی اہمیّت

دینِ حق کی نشأۃِ ثانیہ کے موجودہ دَور میں یہ پیارا نام ایک ایسے خدانما وجود سے وابستہ ہوُا ہے جو آسمانِ رُوحانیت کے بُرجِ چہارم پر ہمیشہ مہتاب بن کر چمکتا رہے گا۔ میری مراد جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام ہمام سیّدنا حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز سے ہے جو موعودِ آخرالزّمان حضرت اقدس کے پوتے اور حضرت مصلح موعود کے لختِ جگر اور آپ ہی کی خُوبُو اور آسمانی صفات و برکات کا ظِلّ و عکس ہیں۔ آپ حضرت مصلح موعودؓ کے حرمِ ثالث حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر مریم بیگم صاحبہ کے بطنِ مبارک سے ۱۸ر دسمبر ۱۹۲۸ء بمطابق ۵ر رجب ۱۳۴۷ھ کو پیدا ہوئے۔ (الفضل ۲۱ر دسمبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۱)

آپ کے نانا حضرت ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحبؓ کلر سیّداں تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک مشہور خاندانِ سادات کے چشم و چراغ تھے جن کا شجرۂ نسب متعدد واسطوں کے ساتھ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ رابع حضرت علی المرتضیٰ اسداللہ الغالب تک پہنچتا ہے۔ آپ کے پڑنانا سیّد گل حسن شاہ صاحبؓ صوفی منش

اور تارک الدنیا بزرگ تھے۔ آپ کو پیری مریدی سے نفرت تھی اِسی لئے آپ اپنے اقربا کو دُنیا داری میں منہمک دیکھ کر کلر سیّداں سے موضع سہالہ چوہدراں میں (جہاں آجکل اسٹیشن ہے) گوشہ نشین ہو گئے۔ اس کے قریب ہی ناڑاں سیّداں میں ان کے مالکانہ حقوق تھے اور طبابت بھی کرتے تھے۔

حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے اپنی خود نوشت سوانح میں (جو شعبہ تاریخِ احمدیت میں محفوظ ہے) تحریر فرمایا ہے کہ

"سلطنتِ مغلیہ کے ایّام میں کلر سیّداں ایک مشہور قلعہ تھا جس کے تحت سترہ چھوٹے بڑے قلعے مضافات میں تھے۔ ایک وسیع علاقہ تھا جس کا اِنتظام سادات کے سپرد تھا۔ پانی پت کی تیسری لڑائی میں ساداتِ کلر کی فوج اور کھوڑہ کے گکھڑوں کی فوج نے مرہٹوں کی فوج کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔ سکھوں کی عمل داری میں رنجیت سنگھ نے ساداتِ کلر کے ساتھ عہد موالات قائم کیا ہوا تھا اور انہوں نے چیلیانوالی کی مشہور لڑائی میں انگریزوں کے خلاف سکھوں کی مدد کی تھی جس میں سکھوں اور ان کے مددگاروں کو شکست ہوئی۔ انگریزوں نے کلر کا قلعہ تودۂ خاک بنا دیا اور تمام

مملوکہ دیہات سے سادات محروم کر دیئے گئے بجز قصبہ کلر
اور چند مواضع کی اراضی کے جس میں موضع ناڑہ سیّداں بھی
تھا جہاں حضرت سید گُل حسن شاہؒ کے مالکانہ حقوق قائم
رہے۔" (قلمی مسوّدہ صلہ)

حضرت گُل حسن شاہؒ کے فرزند اور ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ
کے نانا حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب عابد و زاہد اور مستجاب الدعوات
بزرگ اور صوفی مرتاض تھے۔ آپ ۱۹۰۱ء میں حضرت اقدس کے دستِ
مبارک پر بیعت سے مشرّف ہوئے۔ آپ کی روایت ہے کہ

"ایک دن (حضرت اقدس) .... باغ میں ایک چارپائی
پر تشریف رکھتے تھے اور دوسری دو چارپائیوں پر مفتی
محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ مرحوم وغیرہ بیٹھے
ہوئے تھے اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی اس پر مَیں
دو چار آدمیوں سمیت بیٹھا ہُوا تھا۔ میرے پاس مولوی
عبدالستار خاں صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب
کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر
پڑی تو فرمایا ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ
جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ مَیں حضور کے ساتھ برابر ہوکر

بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور مَیں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سیّد ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔"

(سیرت المہدی حصّہ سوم صفحہ ۲۷۴، ۲۷۵

مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپریل ۱۹۲۷ء میں اپنی اولاد کے لئے ایک مفصّل وصیّت تحریر فرمائی جس میں خاص طور پر یہ ہدایت دی کہ :۔

"اپنی قوم سادات کی اصلاح اور بہبودی کے لئے بھی خاص کر دردِ دل سے تم دعائیں مانگو اور ان کو خوب تبلیغ کرو۔"

(وصیّت صفحہ ۲۴)

حضرت ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے ۲۳ جون ۱۹۲۷ء کو بعمر ۸۵ سال انتقال کیا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب کی ولادت باسعادت جیسا کہ اُوپر ذکر آچکا ہے ۱۸۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو قریباً ۱۲ بجے دن کے ہوئی۔

۱۹۲۸ء کا سال سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں بہت ہی مبارک سال ہے کیونکہ اس سال حضرت مصلح موعودؓ نے سائمن کمیشن کی آمد پر مسلمانان ہند کی رہنمائی فرمائی۔ گھروں میں درس جاری کرنے کی تحریک کی۔ جامعہ احمدیہ کے نام سے ایک عظیم الشان ادارہ قائم فرمایا۔ سیرت النبیؐ کے بابرکت جلسوں کی بنیاد رکھی۔ ایک ماہ تک مسجد اقصیٰ میں سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک کا ایمان افروز درس دیا جس میں مرکزِ احمدیت کے علاوہ بیرونی احباب بھی بکثرت شامل ہوئے جن کی اکثریت گریجوایٹ وکلاء، کالجوں کے طلباء اور حکومت کے معزز عہدیداروں اور رؤسا پر مشتمل تھی درس القرآن کی مصروفیات کے بعد حضور نے الفضل کے ذریعہ نہرو رپورٹ پر اپنی رائے کا اظہار فرمایا جو "نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح" کے عنوان سے ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے ۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء تک سات قسطوں میں مکمل ہؤا۔ یہ مضمون "مسلمانوں کے حقوق اور نہرو رپورٹ" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہؤا اور مسلمانوں کے سیاسی حلقوں میں ازحد مقبول ہؤا۔

حضور کی اِس عظیم الشّان قومی خدمت کا غلغلہ بلند ہو ہی رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد جیسا فرزندِ ارجمند عطا فرمایا اور ساتھ ہی جماعتِ احمدیہ پر خدا تعالیٰ کا یہ خاص فضل نازل ہؤا کہ بٹالہ سے قادیان تک کے سفر کی تکالیف کا بھی خاتمہ

ہوگیا اور آپ کی ولادت کے اگلے روز یعنی ۱۹۔دسمبر ۱۹۲۸ء کو قادیان میں ریل گاڑی بھی پہنچ گئی۔ قادیان ریلوے کے اِفتتاح کی تقریب پر قادیان کے بہت سے احمدیوں کے علاوہ خود حضرت مصلح موعودؓ تین بجے دوپہر امرتسر تشریف لے گئے۔

(الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء و تاریخ احمدیت جلد ۶ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۲۱)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوانح قبل از خلافت کو تین اَدوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :-

۱۔ بچپن اور تعلیم و تربیت۔

۲۔ خلافتِ ثانیہ میں دینی خدمات۔

۳۔ خلافتِ ثالثہ میں دینی خدمات۔

پہلا دَور

بچپن اور تعلیم و تربیت

آپ کی پیاری والدہ حضرت سیّدہ مریم بیگم صاحبہؓ ایک نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک کتاب قرآنِ مجید سے آپ کو ایک بے نظیر محبّت تھی اور آپ کی دِلی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد خصوصًا آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بھی اسی رنگ میں رنگین ہوں اور اسلام اور محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے مثالی عاشق بنیں اور اِس مقصد کے لئے آپ نہایت التزام اور تضرّع اور عاجزی سے دعائیں کرتیں اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اُمّی .... اپنی اولاد کے لئے ہر قِسم کی دینی ترقیات کے لئے بھی بہت دعائیں کرتی تھیں اور خاص طور پر میرے لئے کیونکہ اُمّی کے یہ الفاظ مجھے کبھی نہ بھولیں گے اور وہ وقت بھی

کبھی نہ بھولے گا کہ جب ایک دفعہ اُمّی کی آنکھیں غم سے
ڈبڈبائی ہوئی تھیں آنسو چھلکنے کو تیار تھے اور اُمّی نے
بھرّائی ہوئی آواز میں مجھے کہا کہ طاری! میں نے تو خدا تعالیٰ
سے دعا مانگی تھی کہ اے خدا مجھے ایک ایسا لڑکا دے
جو نیک اور صالح ہو اور حافظِ قرآن"

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ)

حضرت اُمِّ طاہرؓ دُعا کے ساتھ ساتھ تربیتِ اولاد کے اسلامی اصولوں کی نہایت سختی سے پابندی کرتی تھیں اور کوئی موقع تربیت کا ہاتھ سے نہ جانے دیتی تھیں۔ آپ کا اندازِ تربیت کتنا پُرجذب، مؤثر اور دلکش ہوتا؟ اس کا اندازہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے بیان فرمودہ چند واقعات سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

اوّل:۔ " اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کوئی واقعہ سامنے آتا تو اُمّی کہہ اُٹھتیں دیکھو طاری! اللہ اپنے بندوں سے کتنی محبّت کرتا ہے اور اس کی مثال میں مجھے بعض دفعہ حضرت موسیٰؑ اور گڈریے کا قصّہ سُناتیں اور کچھ اِس انداز سے اور اس پیار بھرے لہجہ سے خدا کا ذکر کرتیں کہ ہر ہر لفظ گویا محبّت کی کہانی ہوتا

اور پھر اسی طرح خدا کے پاک کلام قرآنِ پاک سے بے انتہا محبّت تھی۔ سوائے اِس کے کہ بیمار ہوں روزانہ صبح نماز سے فراغت حاصل کر کے قرآن کریم پڑھتی تھیں اور مجھے بھی پڑھنے کے لئے کہتی تھیں۔ جب مَیں پڑھتا تھا تو ساتھ ساتھ میری غلطیاں درست کرتی جاتی تھیں اور مجھے نماز پڑھانے کا ایسا شوق تھا کہ بچپن سے ہی کبھی پیار سے اور کبھی ڈانٹ کر مجھے نماز کے لئے مسجد میں بھیج دیا کرتی تھیں اور اگر مَیں کبھی کچھ کوتاہی کرتا تو بڑے افسوس اور حیرت سے کہتیں کہ طاری! تم میرے ایک ہی بیٹے ہو مَیں نے خدا سے تمہارے پیدا ہونے سے پہلے بھی یہی دُعا کی تھی کہ اے میرے ربّ مجھے ایسا لڑکا دے جو نیک ہو اور میری خواہش ہے کہ تم نیک بنو اور قرآن شریف حفظ کرو۔ اب تم نمازوں میں تو نہ کوتاہی کیا کرو۔ مگر جب مَیں نماز پڑھ لیتا تو مَیں دیکھتا کہ اُمّی کا چہرہ وفورِ مسرّت سے تمتما اُٹھتا اور مجھے بھی تسکین ہوتی۔ پھر مجھے اکثر کہتیں "طاری! قرآن کریم کی بہت عزّت کیا کرو۔"

دوم :۔ "اُمّی ابّا جان[1] کی رضا کو اس قدر ضروری خیال کرتی

---

[1] یعنی حضرت مصلح موعودؓ

تھیں کہ بعض دفعہ بالکل چھوٹی چھوٹی باتوں پر جن کی طرف ہمارا خیال بھی نہ تھا اُمّی نظر رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مَیں نے مچھلی کے شکار کو جانا چاہا۔ سب تیاری مکمل کر لی۔ بس صرف ابّا جان سے پوچھنے کی کسر باقی رہ گئی۔ مَیں نے اُمّی سے کہا کہ مجھے ابّا جان سے اجازت لے دیں کیونکہ اَور لوگوں کی طرح ہم بھی اپنے ابّا جان سے متعلق کام اُمّی کے ذریعہ ہی کیا کرتے تھے۔ اُمّی نے پُوچھا مگر ابّا جان نے جواب دیا کہ تم کل جمعہ میں وقت پر نہیں پہنچ سکو گے۔ مگر مَیں نے وعدہ کیا کہ ہم ضرور وقت پر پہنچ جائیں گے جس پر ابّا جان نے اس شرط پر اجازت دے دی۔ اُمّی نے اجازت تو لے دی مگر باہر آ کر مجھے کہا کہ طاری مَیں تمہارے ابّا جان کی طرف سے محسوس کرتی ہوں کہ تمہارے ابّا جان نے اجازت دل سے نہیں دی۔ مَیں نہیں چاہتی کہ تم اپنے ابّا جان کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرو تم میری خاطر آج شکار پر نہ جاؤ کسی اَور دِن چلے جانا۔ اگرچہ سب سامان مکمل تھا مگر اُمّی نے مجھے کچھ اِس طرح سے کہا کہ مَیں انکار نہ کر سکا اور.... اس ٹرپ کا ارادہ چھوڑ دیا۔" (الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء صفحہ ۴)

سوم :۔ " روزمرّہ کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے اولاد کی طرف خاص توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی مگر ہم سے توقعات ایسی بلند رکھی ہوئی تھیں کہ گویا ۲۴ گھنٹے ہمیں پر کھپاتی ہیں ہماری غلطیوں پر سخت ناراض ہوتی تھیں اور بعض اوقات بدنی سزا بھی دیتی تھیں۔ زیادہ تر غصہ بچے کی ضد پر آتا تھا اگر کوئی بچہ اپنی ضد پر اَڑ کر بیٹھ جائے تو اس وقت تک نہیں چھوڑتی تھیں جب تک اس کی ضد نہ توڑ لیں۔ نصائح عام طور پر اس رنگ میں کرتی تھیں، کہ دل میں اُتر جاتی تھیں۔ اگر کسی امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دینا ہو تو وہ ضرور دیتی تھیں۔ مثلاً ایک دفعہ بہشتی مقبرہ سے دعا کر کے واپس آ رہے تھے راستے میں کوئی شخص گزرا جس نے نہ ہمیں سلام کیا نہ مَیں نے اُسے۔ اس پر مجھ سے بہت مایوس ہوئیں کہ تمہیں اِتنا بھی سلیقہ نہیں کہ راستہ چلتوں کو سلام کہو۔ مَیں نے کہا اُس نے بھی تو نہیں کہا تھا تو کہنے لگیں تمہیں اس سے کیا غرض؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو سب کو پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ پھر نصیحت کی کہ دیکھو خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف ہو اُسے پہلے سلام کیا کرو۔" (تابعین اصحابِ احمد جلد سوم

سیرۃ اُمِّ طاہر مؤلفہ صلاح الدین صاحب ملک ایم۔ اے صفحہ ۲۰۹، ۲۱۰)

در اصل یہ آسمانی تربیت تھی جس کا ظاہری انتظام اللہ تعالیٰ نے اپنی مصلحتِ کاملہ سے حضرت اُمِّ طاہرؓ کے سپرد فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکے حیرت انگیز اثرات بچپن میں ہی بہت ہی نمایاں رنگ میں ظاہر ہونے لگے چنانچہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحبؒ معالجِ خصوصی حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ بتایا کہ :-

"صاحبزادہ میاں طاہر احمد صاحب کا ایک عجیب واقعہ میں تا زیست نہ بھولوں گا۔ ۱۹۳۹ء کی بات ہے جبکہ حضرت (مصلح موعودؒ۔ ناقل) ایدہ اللہ تعالیٰ دھرم سالہ میں قیام پذیر تھے اور جناب عبدالرحیم صاحب نیر بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضور کے ہمراہ تھے۔ ایک دن نیرؔ صاحب نے اپنے خاص لب ولہجہ کے ساتھ کہا کہ میاں طاہر احمد آپ نے یہ بات نہایت اچھی کہی ہے جس سے میرا دل بہت خوش ہوا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو کچھ انعام دوں۔ بتلائیں آپ کو کیا چیز پسند ہے تو اس بچہ نے جس کی عمر اس وقت ½ ۱۰ سال تھی برجستہ کہا "اللہ"۔ نیرؔ صاحب حیران ہو کر خاموش ہو گئے میں نے کہا نیرؔ صاحب! اگر طاقت ہے تو اب میاں

طاہر احمد کی پسندیدہ چیز دیجئے مگر آپ کیا دیں گے
اس چیز کے لینے کے لئے تو آپ خود ان کے والد
کے قدموں میں بیٹھے ہیں"

(تابعین اصحابِ احمد جلد سوم صفحہ ۲۶۲، ۲۶۳)

حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرفانِ الٰہی کی آسمانی درس گاہ میں تربیت حاصل کرنے کے علاوہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں ظاہری علوم کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا چنانچہ آپ نے ۱۹۴۴ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف۔ ایس سی تک تعلیم حاصل کی

۷۔ دسمبر ۱۹۴۹ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۵۳ء میں امتیازی شان سے شاہد کی ڈگری حاصل کی پھر مزید تعلیم کے لئے حضرت مصلح موعود کی بابرکت معیت میں اپریل ۱۹۵۵ء میں یورپ تشریف لے گئے جہاں آپ نے لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اسٹڈیز میں تعلیم حاصل کی اور ۴ر اکتوبر ۱۹۵۷ء کو ربوہ میں مراجعت فرما ہوئے۔ آپ کے ہمراہ صاحبزادہ سید محمود احمد صاحب ناصر بھی تھے۔

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ نے میٹرک کا امتحان اپنی پیاری والدہ

حضرت سیّدہ اُمِّ طاہر کی تشویشناک علالت کے دَوران دینا شروع کیا۔ ۶؍ مارچ کو ریاضی کا پرچہ تھا کہ ۵؍ مارچ ۱۹۴۴ء کو ان کا حادثۂ اِنتقال پیش آگیا جو پوری جماعت کے لئے گویا قیامت خیز زلزلہ تھا جس نے مخلصینِ جماعت کی بُنیادِ ہستی کو ہلا کر رکھ دیا مگر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اِس موقع پر صبر، وقار اور رضائے باری تعالیٰ کا جو بےنظیر نمونہ دکھایا اُس نے آپ کے اساتذہ کو بھی حیران کر دیا۔ چنانچہ میاں محمد ابراہیم صاحب اُستاد تعلیم الاسلام ہائی سکول حال مبلّغ امریکہ نے الفضل ۲۱؍ اپریل ۱۹۴۴ء میں لکھا کہ:۔

"جناب سیّد ولی اللہ شاہ صاحب، بشارت الرحمٰن صاحب، صاحبزادہ طاہر احمد صاحب اور خاکسار طاہر احمد کے کمرہ میں بیٹھے تھے طاہر احمد ریاضی کی تیاری کر رہا تھا کہ کسی عورت نے باہر صحن میں آکر روتے ہوئے کہنا شروع کر دیا کہ آپا جان فوت ہوگئیں۔ وفات تو یقیناً ہو چکی تھی لیکن ہم طاہر احمد کو فوراً بغیر اس کے کہ وہ ذہنی طور پر اس خبر کو سُننے کے لئے تیار ہو یہ اطلاع نہ دینا چاہتے تھے.... اِس اثنا میں نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا طاہر احمد نے وضو کیا اور مسجد میں نماز کے لئے چلا گیا۔ پھر وہاں سے گھبرایا ہوا آیا کیونکہ اس کی تلاش ہو رہی تھی۔ دیوار پھاند کر اپنی اُمّی کے بالائی صحن میں اُترا اور پُوچھا کہ کیا

بات ہے۔ سیّد ولی اللہ شاہ صاحب کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور کہا کہ فوت ہو گئیں۔ طاہر خاموشی اور سکون کا مجسّمہ بن کر تخت پوش پر بیٹھ گیا اور اس قدر صبر کا مظاہرہ کیا کہ مجھے خیال آیا ایسا نہ ہو غم اندر ہی اندر ان کو زیادہ تکلیف دے اس لئے ہم نے یہ کوشش کی کہ طاہر تھوڑا بہت روئے۔ طاہر بھی اب بھر چکا تھا اور ایک حد تک آنسو بہا کر اپنی امّی ہاں اُس اُمّی کو جس کو ایک جہان رو رہا تھا یاد کیا اور کہا کہ مجھے دو تین مرتبہ ایسی خوابیں آ چکی ہیں جن سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ بس اُمّی فوت ہو جائیں گی۔ ابھی چند روز ہوئے مجھے خواب میں امّی نے کہا کہ مَیں اس چراغ کی طرح ہوں جو بُجھنے سے پہلے ڈگمگا رہا ہو"

دوسرا دَور

خلافتِ ثانیہ میں دینی خدمات

یورپ سے واپسی کے بعد آپ خاص طور پر دینی خدمات میں سرگرمِ عمل ہو گئے۔ ۱۲؍ نومبر ۱۹۵۸ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو وقفِ جدید کی عظیم الشان اصلاحی و تربیتی تنظیم کا ناظم ارشاد مقرر فرمایا۔ یہ تنظیم ابھی ابتدائی دَور میں سے گزر رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کی رہنمائی اور دعاؤں کے طفیل آپ کی کوششوں میں ایسی برکت ڈالی کہ آپکی قیادت میں اس نے برق رفتاری سے ترقی کرنا شروع کر دی اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں معلّمین کا جال بچھ گیا اور اس کے شاندار نتائج نے ایک عالَم کو خیرہ کر دیا۔

علاوہ ازیں یہ تنظیم رفتہ رفتہ مالی اعتبار سے بھی نہایت مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو گئی اور جہاں حضرت مصلح موعودؓ کے عہدِ مبارک کی آخری مشاورت میں اس کا بجٹ ایک لاکھ ستّر ہزار روپے تھا وہاں قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث نوّر اللہ مرقدہٗ نے ۱۹۸۲ء کی مجلسِ مشاورت میں (جو حضور کے

بابرکت دَور کی آخری مجلسِ مشاورت تھی) اس کا بجٹ دس لاکھ پندرہ ہزار روپیہ منظور فرمایا۔ ناظم ارشاد کے فرائض کے دَوران آپ نے نومبر ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۶ء تک نائب صدر خدام الاحمدیہ کے اہم فرائض نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے۔ جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء میں آپ نے پہلی بار خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا "تحریکِ وقفِ جدید کی اہمیّت"۔ اِس پُراثر خطاب کے بعد خلافتِ ثانیہ کے عہد میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ کی حسبِ ذیل موضوع پر نہایت بصیرت افروز تقاریر ہوئیں۔

"اِرتقائے انسانیّت اور ہستی باری تعالیٰ"۔ (۱۹۶۲ء)

"کیا نجات کفّارہ پر موقوف ہے"۔ (۱۹۶۳ء)

"مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی"۔ (۱۹۶۴ء)

۱۹۶۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی منظوری سے آپ کو ممبر افتاء کمیٹی کے فرائض سونپے گئے جو آپ نے اپنی خداداد ذہانت، قوّتِ اجتہاد اور غیر معمولی فہم و فراست کے ساتھ انجام دیئے اور کئی اہم مسائل کے حل کرنے میں کمیٹی کے ارکان کی رہنمائی فرمائی خصوصًا اسلام اور ربٰو کے باب میں جس کی وضاحت کے لئے آپ نے مجلسِ افتاء کی درخواست پر "ربٰو کا مفہوم آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبویؐ کی روشنی میں" کے زیرِ عنوان ایک فاضلانہ مقالہ بھی سپردِ قلم فرمایا جو اس موضوع سے متعلق حضرت مولانا ابو العطاء صاحب (مرحوم) اور

ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تحقیقی مقالوں کے ساتھ شائع کیا گیا۔

خلافتِ ثانیہ کے عہد میں آپ نے لسانی تبلیغی اور تربیتی مساعی کے علاوہ قلمی جہاد کا بھی آغاز کیا۔ اس سلسلہ میں آپ کی پہلی محققانہ تصنیف "مذہب کے نام پر خون" اسی عہدِ مبارک میں منظرِ عام پر آئی اور پاک و ہند کے مقتدر اور ادبی حلقوں نے اس کو شاہکار قرار دیتے ہوئے زبردست خراجِ تحسین ادا کیا۔

تیسرا دور

خلافتِ ثالثہ میں دینی خدمات

خلافتِ ثالثہ کے عہدِ مبارک میں آپ کی دینی مصروفیات نقطۂ عروج تک پہنچ گئیں اور آپ نے خدمتِ دین کے لئے ایک بے مثال اور اَن تھک جدّ وجہد کرکے اور اپنے تئیں خلیفۂ وقت کا دست و بازو بن کر دکھا دیا۔

اس دَور میں آپ نے نومبر ۱۹۶۶ء سے لے کر نومبر ۱۹۶۹ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے نوجوانانِ احمدیت کی ایسی شاندار قیادت فرمائی کہ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث نوّر اللہ مرقدہٗ نے اس پر خاص طور پر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔

یکم جنوری ۱۹۷۰ء کو آپ کی وسیع مصروفیتوں میں ایک اَور اضافہ ہوا یعنی آپ کے سپرد فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر کے اہم فرائض بھی سونپے گئے۔

۱۹۷۴ء کا سال جماعتِ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اِس سال ایک طرف جماعتِ احمدیہ پاکستان کو حق و

صداقت کی خاطر جان، مال اور عزت کی قربانیوں کا نیا ریکارڈ قائم کرنیکی جنابِ الٰہی سے توفیق ملی دوسری طرف ہمارے پیارے امام، قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث حضرت حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ نے جولائی اور اگست کے مہینوں میں پاکستان اسمبلی میں جماعتِ احمدیہ کے مؤقف کی حقانیت کو ناقابلِ تردید دلائل وبراہین کے ساتھ واضح وثابت کرنے کا حق ادا کیا۔ اِس موقع پر حضور نوّر اللہ مرقدہٗ کی مبارک قیادت میں جماعتِ احمدیہ کا جو نمائندہ وفد اس ایوان میں گیا اس کے ایک ممتاز ممبر آپ تھے۔

یکم جنوری ۱۹۷۹ء سے آپ صدر مجلس انصار اللہ کے عہدہ پر فائز ہوئے جس کے نتیجہ میں مجلس کے اندر زندگی کی ایک نئی رُوح پیدا ہوئی اور متعدد انقلابی اقدامات کئے گئے اور نہ صرف مجلس کو مالی استحکام نصیب ہوا بلکہ اصلاح وارشاد کے کاموں میں بے پناہ وسعت پیدا ہوگئی۔ پورے ملک میں علمی مذاکرات کا سِلسلہ جاری کیا گیا جس کو کامیاب بنانے کے لئے آپ بہت سے مقامات پر بنفسِ نفیس تشریف لے گئے اور حق وصداقت کی ترجمانی کا فریضہ ایسے شاندار طریق پر انجام دیا کہ اپنے تو رہے ایک طرف بیگانے بھی عش عش کر اُٹھے۔

۱۹۸۰ء میں آپ احمدیہ آرکیٹیکٹس اینڈ انجنیئرز ایسوسی ایشن کے سرپرست مقرر ہوئے۔ اِس سال پہلی بار مسجد مبارک میں درسِ قرآن بھی دیا نیز

احمدی انجینئرز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۰ء پر انگریزی اور انڈونیشین زبان کے تراجم کا جو کامیاب تجربہ کیا وہ آپ کی نگرانی اور راہنمائی کا رہینِ منت تھا۔

جلسہ سالانہ ۱۹۸۱ء پر قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدیہ بُکڈپو کا افتتاح فرمایا۔ اِس مقدّس تقریب کا انتظام آپ ہی کے ہاتھوں ہوُا۔

خلافتِ ثالثہ کے مبارک دَور میں آپ کے قلم سے بہت معلومات افزا اور حق و معرفت سے لبریز لٹریچر شائع ہوُا جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے غیر معمولی مقبولیّت بخشی۔ اس دَور میں آپ کی جو تصانیف شائع ہوئیں ان کی فہرست درجِ ذیل ہے :۔

۱۔ احمدیت نے دُنیا کو کیا دیا ؟ ۲۔ وصالِ ابنِ مریم
۳۔ آیتِ خاتم النّبیین کا مفہوم ۴۔ پیشگوئی مصلح موعود
۵۔ ورزش کے زینے ۶۔ مودودی اسلام
۷۔ جماعتِ احمدیہ اور اسرائیلی حکومت ۸۔ سوانح فضلِ عمر جلد اوّل

مؤخر الذّکر تصنیف فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے دسمبر ۱۹۷۵ء میں آفسٹ پر نہایت دیدہ زیب کتابت اور طباعت کے ساتھ شائع کی۔ یہ قابلِ قدر اور معرکہ آرا کتاب جو بڑے سائز کے ۳۵۸ صفحات پر مشتمل ہے آپ نے نہایت

محنت اور عرق ریزی سے مرتّب فرمائی اور سوانح اور تاریخ کے دلکش ادبی امتزاج سے آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے حقائق اور معلومات کا ایک بیش بہا خزانہ اس میں محفوظ کر دیا۔

خلافتِ ثالثہ کے عہدِ مبارک میں آپ نے جلسہ سالانہ کے سٹیج پر درج ذیل عناوین پر تقاریر فرمائیں:۔

۱۔ حضرت نبی کریمؐ کی قوّتِ قدسیہ (۱۹۶۷ء)

۲۔ احمدیت نے دُنیا کو کیا دیا؟ (۱۹۶۸ء)

۳۔ اِسلام اور سوشلزم (۱۹۶۹ء)

۴۔ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ قرآن (۱۹۷۰ء)

۵۔ حقیقتِ نماز (۱۹۷۲ء)

۶۔ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ خلیفۃ الرسولؑ سے وابستہ ہے (۱۹۷۳ء)

۷۔ اسلام کا بطلِ جلیل (۱۹۷۴ء)

۸۔ اسلام کی اشاعت کے لئے جماعتِ احمدیہ کی جانفشانی (۱۹۷۵ء)

۹۔ قیامِ نماز (۱۹۷۶ء)

۱۰۔ فلسفہ حج (۱۹۷۷ء)

۱۱۔ فضائلِ قرآن کریم (۱۹۷۸ء)

۱۲۔ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلقِ عظیم (۱۹۷۹ء۔ ۱۹۸۰ء۔ ۱۹۸۱ء)

چوتھا دَور

خلیفۃ المسیح الرّابع کی حیثیّت سے انتخاب

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث سیّدنا حضرت مرزا ناصر احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ اگلے روز ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو حضرت مصلح موعود کی مقرر فرمودہ مجلسِ انتخابِ خلافت کا خصوصی اجلاس نمازِ ظہر کے بعد مسجد مبارک ربوہ میں منعقد ہوُا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔ اِس طرح آپ کی مبارک زندگی کا چوتھا دَور شروع ہوُا۔ عجیب بات یہ ہے کہ مُستند تاریخِ اسلام مثلاً طبری سے ثابت ہے کہ قرنِ اوّل میں بھی خلافتِ رابعہ کا قیام جون ہی کے مہینہ میں عمل میں آیا تھا کیونکہ قمری اعتبار سے وہ دن پچّیس ۲۵ ذوالحجہ ۳۵ھ کا تھا جو شمسی کیلنڈر کے مطابق قطعی طور پر جون کے مہینہ میں آتا ہے۔ فتبارك اللہ احسن الخالقین۔

سیّدنا وامامنا و مُرشدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ

بنصرہ العزیز کی خلافت ایک موعود خلافت ہے جس کی نسبت حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور حضرت مصلح موعود کے ارشادات میں واضح پیشگوئیاں موجود ہیں مثلاً حضرت مصلح موعود نے ۷ر مارچ ۱۹۱۹ء کو جلسہ سالانہ پر تقریر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"پہلے جو آدم آیا وہ جنّت سے نکلا تھا مگر اب جو آدم آیا وہ اِس لئے آیا کہ لوگوں کو جنّت میں داخل کرے۔ اسی طرح پہلے یوسف کو قید میں ڈالا گیا تھا مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے۔ پہلے خلفاءؓ میں سے بعض جیسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علیؓ کو دُکھ دیا گیا مگر مَیں اُمّید کرتا ہوں کہ (حضرت اقدس ....) کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ اس کا بھی ازالہ کرے گا اور ان کے خلفاء کے دشمن ناکام رہیں گے کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے اور خدا چاہتا ہے کہ اس کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ان کے بدلے لئے جائیں۔"

(عرفانِ الٰہی مطبوعہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۹ء قادیان صفحہ ۹۴)

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَا اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

○

ایک حیرت انگیز کشف

سِلسلہ احمدیہ کے ایک بزرگ آغا محمد عبدالعزیز فاروقی نے ۱۹۳۰ء میں اپنا یہ کشف شائع کیا کہ :۔

"آفتاب تیسری منزل اور برج ثور کے آخری دائرہ پر آپہنچا۔ انسانی مکھیوں نے اپنی بھنبھناہٹ شروع کر دی جس سے اُسکی صدائے عجیب نہ سُنی گئی تاہم نہایت مشکل سے ایک کمسن طفلِ مکتب نے اُس کے الفاظ بغور سُنے آفتاب برجِ جوزا پر پہنچتے ہی ایک مینارہ کی طرف لپکا جس کا طُول ایک ہزار فیٹ تھا لیکن اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متمثل ہو گیا اُس کے چار پَر تھے۔ پہلے پَر کے اگلے حِصّہ پر" نور" لکھا ہوُا تھا اور دوسرے پر کے ½ حصّہ پر محمود تیسرے پَر کے عین وسط میں ناصرالدین اور چوتھے پر اہلِ بیت۔"

("کوکب درّی" ص۵ مطبوعہ ۱۹۳۰ء از آغا محمد عبدالعزیز فاروقی احمدی محقق "نویدیحیٰ" بمقام بڈھانہ تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی)

○

باجازت نظارت تالیف واشاعت قادیان

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ

حضرت نبی قادیانی علیہ السلام کی صداقت کے سات معیار یعنی مذاہب عالم میں معرفی

انقلاب پیدا کرنے والی کتاب

سنہ ۱۹۳۰ء

کوکبِ دُرّی

مناقب

انسائیکلوپیڈیا احمدیہ

دولتِ احمدیہ کے عہد خلافت ثانیہ کی یادداشت

مؤلفہ آغا محمد عبدالعزیز فاروقی احمدی محقق نو میانیہ
بمقام بھڈانہ تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

مطبوعہ بکشمی آرٹ سٹیم پریس راولپنڈی

پر آپہنچا۔ انسانی مکھیوں نے اپنی بھنبھناہٹ شروع کر دی۔ جس سے اُس کی صدائے عجیب نہ سنی گئی۔ تاہم نہایت مشکل سے ایک کمسن طفلِ مکتب نے اُسکے الفاظ بغور سُنے آفتاب بُرجِ جوزا پر پہنچتے ہی ایک منارہ کیطرف لپکا۔ جس کا طول ایک ہزار فیٹ تھا۔ لیکن اب آفتاب ایک پرندہ کی شکل میں متشکل ہو گیا اُسکے چار پَر تھے۔ پہلے پَر کے اگلے حصہ پر "نُور" لکھا ہوا تھا۔ اور دوسرے پَر کے ½ حصہ پر **محمود** تیسرے پَر کے عین وسط میں ناصرالدّین اور چوتھے پر **اَہلِ بَیت** اُن چاروں پَروں کے زیر ایک زرد چادر اور ایک سُرخ چادر تھی۔ سُرخ چادر زمین پر گر پڑی اور زرد چادر آفتاب میں سما گئی۔ تخمیناً ۵ لمحوں کے بعد آفتاب اسی منارۂ بیضا کے عین جنوب کی طرف غائب ہو گیا اور پھر سلسلۂ کشف میں نظر نہ آیا۔

وُہی پیوست ستارہ دوبارہ چمکا۔ جسکی شعاع مغرب پر زیادہ پڑ رہی تھی۔ چند لمحوں کے بعد ستارہ زمین کی طرف اسی منارہ کی طرف آیا اور ایک سُریلی آواز کے ساتھ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا پڑھتا ہُوا دوبارہ فلک کی جانب گیا۔ معاً ہی دو ستارے ظاہر ہُوئے۔ لیکن وُہ تمام کے تمام روشن نہ تھے۔ بلکہ اُنکا نصف حصہ روشن، اور نصف تاریک تھا۔

یہ ستارے ابھی نمودار ہی ہُوئے تھے کہ ایک ستارہ اُسی منارۂ بیضا سے طلوع ہُوا اور وُہ اُس آفتاب کی مانند تھا۔ جو غروب ہو چکا ہے اس ستارہ کے طلوع ہوتے ہی وُہ دوسرے ستارے مدغم ہو گئے۔ اور وہ دو ستارے جو نصف روشن اور نصف تاریک تھے۔ بالکل تاریک ہو کر ایک بستی میں جا پڑے وُہ بستی جسکی بابت نبیؑ نے فرمایا تھا کہ اے شہر تو بھی کہیگا۔ کہ مَیں شہر تھا۔ تیری اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ وقت قریب ہے۔ کہ تو زلزلہ سے تباہ ہو جائے۔

یہ ایک راز تھا۔ جو آج سے بیس سال پہلے گذر چکا۔ بہت سے کانوں نے سُنا مگر سوچا نہیں۔ آنکھوں نے دیکھا۔ مگر مشاہدہ نہ کیا۔ دماغوں میں گیا۔ مگر غور نہیں کیا گیا۔ پس آج میں علی الاعلان کہتا ہوں۔ کہ اے آدم کی نسل تیری خاطر جسے مبعوث کیا گیا تھا۔ اُسے قبول کر۔ یورپ کے رہنے والو؟ آؤ مَیں تمہیں تمہاری ہی کتاب سے اُسکے نشانات اُسکی علامات بتلاؤں۔ مُسلمان کہلانے والو؟ آؤ کلام مقدس سے ہی تمہیں پیشگوئیاں بتلاؤں۔ حدیث موجود ہے

ایک ایمان افروز روایت

محترمہ سیّدہ فرخندہ اختر بیگم صاحبہ حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحبؒ کی روایت ہے کہ :-

"مَیں نے حضرت (سیّد محمود اللہ) شاہ صاحب سے دریافت کیا آپ حسنی سیّد ہیں یا حسینی ؟ اس پر آپ نے جواب دیا کہ مَیں نے والد ماجد (حضرت سیّد عبدالستار شاہ صاحبؒ) سے سُنا ہے کہ ہم حسینی سیّد ہیں۔ پھر خود ہی انہوں نے ذکر کیا کہ اُن کے والد نے ایک دفعہ خواب دیکھا عین جوانی کی حالت میں کہ ایک لشکر نے پڑاؤ ڈالا ہوا ہے۔ سپاہی اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں اور مَیں کھڑا ایک طرف دیکھ رہا ہوں درمیان میں ایک بہت بڑا خیمہ نظر آتا ہے جس میں خوب روشنی ہے اور وہ روشنی چھن چھن کر خیمہ سے باہر آ رہی ہے۔ اتنے میں میرے والد صاحب (یعنی حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب کے دادا جان) نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں تمہیں تلاش کر رہا تھا آؤ چلو مَیں تم کو خیمہ میں لے جاؤں جہاں حضرت رسول کریم (محمد مصطفٰے) صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے میرا

ہاتھ پکڑا اور خیمے کی طرف چل دئے جب خیمے کا پردہ ہٹا تو اس قدر روشنی تھی کہ آنکھیں چکا چوند ہو گئیں اور میری آنکھ کھل گئی۔

یہ خواب حضرت سیّد محمود اللہ شاہ صاحب نے میرے والد صاحب مرحوم و مغفور کو بھی بتائی تھی۔ حضرت شاہ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہم بخاری سیّد ہیں کیونکہ ہم بخارا کی طرف سے آئے تھے۔"

(مکتوب مؤرخہ ۱۷ جولائی ۱۹۸۲ء بنام مؤرّخِ احمدیت)

ایک پُرشوکت پیشگوئی

"حمد کے گیت گائیں اور مَیں آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ:- یہ وہ آخری بڑے سے بڑا ابتلا ممکن ہوسکتا تھا جو آیا اور جماعت بڑی کامیابی کے ساتھ اِس امتحان سے گزر گئی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتے ہوئے۔ اَب آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا جماعت بلوغت کے مقام پر پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اِس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کرسکے گی اور خلافتِ احمدیہ اِنشاءاللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشو ونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے (حضرت اقدس ...) سے وعدے فرمائے ہیں کہ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی"۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

کلامِ طاہر

(ایّدہ اللہ تعالیٰ)

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کا نہایت وجد آفریں اور پُرمعارف نعتیہ کلام
قبل از منصبِ خلافت)

ظہورِ خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

اِک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نُور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی
تاریکی پہ تاریکی، اندھیرے پہ اندھیرے
ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی
ہر سمت فساد اُٹھا عصیاں میں ڈوب گئے
ایرانی و فارانی، رُومی و بخارائی
اللہ رہا کوئی نہ کوئی پیام اُس کا
طاغوت کے بندوں نے ہتھیا لیا نام اُس کا
تب عرشِ مُعلّٰی سے اِک نُور کا تخت اُترا
اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی
اِک ساعتِ نُورانی خورشید سے روشن تر
پہلو میں لئے جلوے بے حد و شمار آئی
کافور ہوُا باطل، سب ظلم ہوئے زائل
اُس شمس نے دکھلائی جب شانِ خود آرائی
ابلیس ہوُا غارت، چوپٹ ہوُا کام اُس کا
توحید کی یورش نے دَر چھوڑا، نہ بام اُس کا

وہ پاک محمّد ہے سب کا حبیب آقا
انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی
محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اُس کی جمشیدی و دارائی
نبیوں نے سجائی ہے جو بزمِ مہ و انجم
واللہ اُسی کی ہے سب انجمن آرائی
دِن رات درُود اُس پر ہر اَدنیٰ غلام اُس کا
پڑھتا ہے بصد منت جپتے ہوئے نام اُس کا
آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دُعا پہنچی
ہم دَر کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی
ظاہر ہوُا وہ جلوہ جو اُس نے نگہ پلٹی
تو حُسن نظر اپنا سو چند نکھار آئی
اے چشمِ غزاں دیدہ کھل کھل کے سماں بدلا
اَے فطرتِ خوابیدہ اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی
نبیوں کا امام آیا اللہ امام اُس کا
سب تختوں سے اُونچا ہے تخت عالی مقام اُس کا

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی
نکلی وہ دُلہن، کر کے جو سولہ سنگھار آئی
اُترا وہ خدا طُورِ سینئہ[1] محمّد پر
موسیٰ کو نہ تھی جس کے دیدار کی یارائی
سب یادوں میں بہتر ہے وہ یاد کے کچھ لمحے
جو اُس کے تصوّر کے قدموں میں گزار آئی
وہ ماہ تمام اُس کا مہدی تھا غلام اُس کا
روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکر مدام اُس کا
دل اُس کی محبّت میں ہر لحظہ تھا رام اُس کا
اِخلاص میں کامل تھا وہ عاشقِ تام اُس کا
وہ مرزا غلام احمد جس کا، در و بام اُس کا
گھر اُس کا تھا، در اُس کا، زر اُس کا تھا، دام اُس کا
یارب بڑی چاہت سے لب لیتے ہیں نام اُس کا
کیوں آنکھ رہے تشنہ بھر دیجئے جام اُس کا
("الفرقان" نومبر، دسمبر ۱۹۷۶ء صفحہ ۶۵ تا ۶۷)

---

[1] پڑھنے میں "سینائے" پڑھا جائے گا۔

اَے شاہِ مکّی و مَدنی سیّدالورٰی

بزبانِ حضرتِ اقدس

اَے شاہِ مکّی و مدنی سیّد الورٰی
تُجھ سا مجھے عزیز نہیں کوئی دوسرا
تیرا غلام در ہوں ترا ہی اسیرِ عشق
تُو ہی مرا حبیب ہے، محبوبِ کبریا
تیرے جلو میں اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم
چلتا ہوں خاکِ پا کو تری چُومتا ہوُا
تُو میرے دِل کا نُور ہے اَے جانِ آرزو
روشن تجھی سے آنکھ ہے اے نیّرِ ہدیٰ
ہیں جان و جسم، سو تری گلیوں پہ ہیں نثار
اولاد ہے سو وہ ترے قدموں پہ ہے فدا

تُو وہ کہ میرے دِل سے جگر تک اُتر گیا

مَیں وہ کہ میرا کوئی نہیں ہے ترے سوا

اَے میرے والے مصطفٰےؐ اے میرے مجتبٰےؐ

اَے کاش ہمیں سمجھتی نہ اُمّت جُدا جُدا

ربِّ جلیل کی ترا دِل جلوہ گاہ ہے

سینہ ترا جمالِ الٰہی کا مُستقر

قِبلہ بھی تُو ہے قِبلہ نما بھی تِرا وجود

شانِ خدا ہے تیری اَداؤں میں جلوہ گر

نُور و بَشر کا فرق مٹاتی ہے تیری ذات

بعد از خُدا بزرگ تُوئی قِصّہ مختصر

تیرے حضور رَہ ہے مِرا زانوئے اَدب

مَیں جانتا نہیں ہوں کوئی پیشوا دگر

تیرے وجود کی ہوں مَیں وہ شاخِ باثمر

جس پر ہر آن رکھتا ہے ربّ الورٰی نظر

لیکن صد حیف ایسے بھی ہیں بعض بد نصیب
جو تجھ سے میرے قُرب کی رکھتے نہیں خبر
مُجھ سے عناد و بُغض و عداوت ہے ان کا دیں
اُن سے مجھے کلام نہیں لیکن اِس قدر
اے وہ کہ مجھ سے رکھتا ہے پرخاش کا خیال
اے آں کہ سُوئے من بدویدی بصد تبر

از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم
بعد از خدا بعشقِ محمّد مُخمّرم
گر کُفر اِیں بُود بخُدا سخت کافرم

آزاد تیرا فیض زمانے کی قید سے
برسے ہے شرق و غرب پہ یکساں ترا کرم
تُو مشرقی نہ مغربی اے نورِ شش جہات
تیرا وطن عرب ہے نہ تیرا وطن عجم

تُو نے مجھے خرید لیا اِک نگہ کے ساتھ
اَب تُو ہی تُو ہے تیرے سوا مَیں ہوں کالعدم

ہر لحظہ بڑھ رہا ہے مرا تجھ سے پیار دیکھ
سانسوں میں بس رہا ہے تیرا عِشق دمبدم

میری ہر ایک راہ تری سمت ہے رواں
تیرے حضور اُٹھ رہا ہے میرا ہر قدم

اے کاش مجھ میں قوّتِ پرواز ہو تو مَیں
اُڑتے ہوئے بڑھوں، تری جانب سُوئے حرم

تیرا ہی فیض ہے جو متاعِ حیات ہے
ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم

یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمّد است
جان و دِلم فدائے جمالِ محمّد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمّد است

("الفرقان" فروری ۱۹۷۶ء صفحہ ۱۳، ۱۴)

صلّی اللہ علیہ وسلّم

حضرتِ سیّدِ وُلدِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم
سب نبیوں میں افضل واکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نام محمّد کام مکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
آپؐ کے جلوۂ حُسن کے آگے شرم سے نوروں والے بھاگے
مِٹ گئے مہر و ماہ و انجم صلی اللہ علیہ وسلم
اِک جلوے میں آناً فاناً۔ بھر دیا عالَم کر دیئے روشن
اُتّر دکّھن پُورب پچّھم صلی اللہ علیہ وسلم

اوّل و آخر شارع وخاتم
صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دَورِ نبوّت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے فیض کے ٹُوٹ گئے پیمانے

تب آئے وہ ساقیِ کوثر۔ مست مئے عرفان پیمبر
پیرِ مغاں بادۂ اطہر۔ خُم پر خُم پر خُم لنڈھانے
گھر آئیں گھنگھور گھٹائیں جُھوم اُٹھیں مخمور ہوائیں
جُھک گیا اَبرِ رحمتِ باری۔ آبِ حیاتِ نُور برسانے
کی سیراب بلندی پستی۔ زندہ ہوگئی بستی بستی
مے نوشوں پر چھاگئی مستی۔ اِک اِک ظرف بھر ابر کھانے

بہہ نکلا عرفان کا قلزم
صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارا۔ دُکھیوں کا اِمدادی آیا
راہنما بے راہرووں کا۔ رہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھائے۔ متّقیوں کو راہ دکھائے
جس کے گیت زبور نے گائے۔ وہ سردار منادی آیا
وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پر چھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی ردادی آیا

صدیوں کے مُردوں کا محی صلّ علیہ کیف یحی
فسق و فجور کی ظالم موت سے دلوانے آزادی آیا

شرفِ انسانی کا قیّم
صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول۔ انفاسِ مطہر۔ نیک خصال و پاک شمائل
حاملِ فرقاں۔ عالِم و عامِلِ علم و عمل دونوں میں کامل
جو اُس کی سرکار میں پہنچا۔ اُس کی یُوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا۔ ماں نے جَنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی۔ بن گئے حِلم سکھانے والے
مُعطی بن گئے شہرۂ عالَم۔ اِس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج۔ ابنائے آدم کا معراج محمّد
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے وصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربِّ عظیم کا بندہ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

وہ احسان کا افسوں پھونکا موہ لیا دِل اپنے عدُو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حُسن کا پیکر اِس خُوبُو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا۔ ہر نفرت کو پیار میں بدلا
عاشق جاں نثار میں بدلا۔ پیاسا تھا جو خار لہو کا
اُس کا ظہور ظہورِ خدا کا۔ دکھلایا یُوں نُورِ خدا کا
بُتکدہ ہائے لات و منات پہ طاری کر دیا عالم ہُو کا
توڑ دیا ظلمات کا گھیرا۔ دُور کیا ایک ایک اندھیرا
جاء الحق وزھق الباطل اِنّ الباطل کان زھوقًا

گاڑ دیا توحید کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلم

("عقیدت کے پھول" صفحہ ۸۷ تا ۸۹)

مطبوعہ :- فنون پریس۔ ۳۵۔ رائل پارک۔ لاہور
ناشران :- جمال الدین انجم، غلام مرتضیٰ ظفر